Green Island
Youth Forum
(A Project of GIT®)

بعنوانِ سیرت و عظمت امام حسین علیہ السلام

Contact us on
0213 2253 606

ولادت:

چوتھی ہجری کے ماہ شعبان کی تیسری تاریخ تھی جب حضرت علی و فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گلستان میں دوسرے چشم و چراغ کی ولادت ہوئی جیسے ہی یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرط مسرت میں جلدی حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر آئے اور اسماء بنت عمیس سے فرمایا: میرے بچے کو میرے حوالے کرو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت دی[1]۔

اسی وقت جبرائیل علیہ السلام امین وحی الہی لے کر نازل ہوئے اور عرض کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اس بچے کا نام ہارون کے چھوٹے بیٹے شبیر کے نام پر رکھو چونکہ شبیر عبرانی لفظ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی میں حسین رکھو کیونکہ علی علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہی منزلت ہے جو ہارون کو موسی علیہ السلام سے تھی یوں خدا کی جانب سے امام حسین علیہ السلام کا نام منتخب ہوا[2]۔ ساتویں دن آپ علیہ السلام کا عقیقہ کیا گیا اور سر مبارک کے بالوں کو تراشنے کے بعد ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کیا گیا۔

[1] اعیان الشیعہ، جزء ۱۱، ص ۱۶۷

[2] معانی الاخبار، ص ۵۷

امام حسین علیہ السلام کا بچپن اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت:

امام حسین علیہ السلام کی عظمت کو جاننے کے لیے ذرا ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس چھ سالہ زندگی کو دیکھیں جو اپنے نواسوں (حسنین علیہما السلام) کے ساتھ گزار رہے تھے۔ اس دوران حسنین علیہما السلام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گفتار و کردار جسے ہم سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں، کیا رہا تاکہ تمام مسلمانوں پر امام حسین علیہ السلام کی عظمت عیاں ہو جائے۔

سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کو اپنے زانو پر بیٹھا کر چومتے جاتے اور فرماتے تھے: تم بزرگوار ہو اور بزرگوار کے بیٹے اور بزرگواروں کے باپ ہو، تم امام علیہ السلام ہو، امام علیہ السلام کے بیٹے اور اماموں کے باپ ہو، تم حجت خدا، حجت خدا کے فرزند اور خدا کے حجتوں کے باپ ہو جن کا خاتم اور قائم (امام زمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) ہو گا[1]۔

انس بن مالک روایت کرتا ہے: جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں کن کو زیادہ چاہتے ہیں تو فرمایا: حسنین علیہما السلام کو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ حسنین علیہما السلام کو سینے سے لگاتے اور لگاتار بوسے لیتے[2]۔

---

[1] مقتل خوارزمی، ج ۱، ص ۱۴۶ - کمال الدین صدوق، ص ۱۵۲

[2] سنن ترمذی، ج ۵، ص ۳۲۳

ابو ہریرہ جیسا شخص بھی روایت کرتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حسن و حسین علیہما السلام کو شانوں پر بیٹھا کر ہماری طرف چلے آتے ہیں جب ہم تک پہنچے تو فرمایا: جو بھی میرے ان دونوں فرزندوں کو دوست رکھے گویا اس نے مجھ سے دوستی کی اور جو ان سے دشمنی کرے گویا اس نے مجھ سے دشمنی کی[1]۔ سب سے عالی ترین جملہ جو رسول گرامی اسلام اور امام حسین علیہ السلام کے معنوی اور جسمانی رشتے کی حکایت کرتا ہے وہ ہے: حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں[2]۔

امام حسین علیہ السلام کے اخلاق اور طرزِ عمل:

اگر ہم اخلاق و رفتار امام حسین علیہ السلام پر ایک اجمالی نگاہ ڈالنا چاہیں تو ہمیں دو طرح کے بڑے محکم رابطے نظر آتے ہیں پہلا خدا سے رابطہ کہ امام حسین علیہ السلام نماز، خدا سے راز و نیاز، تلاوت قرآن، دعا اور استغفار سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ حتی زندگی کی آخرین رات کی مہلت مانگتے ہوئے فرمایا: خدا جانتا ہے کہ میں نماز، تلاوت قرآن، دعا و استغفار کو دوست رکھتا ہوں[3]۔ آپ علیہ السلام نے پچیس حج پیدل انجام دیئے[4]۔ جبکہ

[1] الاصابہ، ج ۱۱، ص ۳۰

[2] سنن ترمذی، ج ۵، ص ۳۲۴

[3] ارشاد مفید، ص ۲۱۴

[4] مناقب ابن شہر آشوب، ج ۳، ص ۲۲۴

دوسرا رابطہ خلق خدا سے ہے کہ وہ بھی اتنا ہی مستحکم نظر آتا ہے چنانچہ ایک دن آپ علیہ السلام کسی محلے کو عبور کر رہے تھے دیکھا کہ کچھ غریب لوگ اپنی عبا بچھا کر خشک روٹی تناول کر رہے ہیں انہوں نے آپ علیہ السلام کو دعوت دی جس پر آپ علیہ السلام سواری سے یہ کہتے ہوئے اترے کہ ان اللہ لایحب المتکبرین یعنی اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا[۱]۔ پھر فرمایا: میں نے تمہاری دعوت قبول کی، اب آپ بھی دعوت کو قبول کریں یوں ان کو دولت سرا میں لا کر پذیرائی کی اور لوگوں کو ایک بڑا عملی درس بھی دیا[۲]۔

شعیب بن عبد الرحمن خزاعی سے منقول ہے:

جب حسین بن علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو آپ علیہ السلام کی پشت مبارک پر گھٹے پڑے تھے جس کا راز جب امام زین العابدین علیہ السلام پوچھا گیا تو فرمایا: یہ ان بوریوں کے نشانات ہیں جو رات کو میرے بابا اپنے دوش پر لاد کر بیواؤں، یتیموں اور فقیروں کے گھروں تک پہنچایا کرتے تھے[۳]۔

مذکورہ بالا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت امام حسین علیہ السلام کے اہم نکات:

---

[۱] سورہ نحل، آیہ ۲۲

[۲] تفسیر عیاشی، ج۲، ص۲۵۷

[۳] مناقب، ج۲، ص۲۲۲

۱. آپ علیہ السلام نے بڑے بڑے اصحاب کی روایتوں کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسین علیہ السلام پر کتنے وارے جاتے تھے لہذا آج ہم حسین حسین کہتے ہیں تو یہ بدعت نہیں بلکہ سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۲. سیرت امام حسین علیہ السلام سے یہ درس ملتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے لاڈلے اور چہیتے ہونے کے باوجود کبھی یہ نہیں کہا کہ میں تو پہنچی ہوئی سرکار اور شخصیت ہوں مجھے عمل کی کیا ضرورت.جی نہیں بلکہ یہاں درجات ہی اعمال کے میزان سے ملتے ہیں جس کا جتنا عمل اچھا اور زیادہ ہو گا اسے اتنا ہی مقام ملے گا یہ فقط نسب کا مقام نہیں بلکہ حسب کا مقام ہے۔

۳. آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کا رابطہ جتنا خالق سے محکم اور قوی تھا اتنا ہی خلق خدا سے بھی مضبوط اور محکم اور قریب تھا جبکہ دنیا کے پارساؤں اور زاہدوں کو دیکھیں تو ان کے اعمال اس مورد میں افراط و تفریط کا شکار نظر آتا ہے یا تو صرف خدا سے رابطے میں ہیں تو خلق خدا کو بھلا بیٹھے ہیں یا تو فقط کچھ فلاحی کاموں اور خلق خدا کی خدمت کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں لیکن خدا سے رابطہ جو نماز، حج و قرآن کریم وغیرہ کے ذریعے انجام پاتا ہے اسے طاق نسیان

کے حوالے کیا ہے جبکہ امام حسین علیہ السلام کے مطابق ان دونوں میں سے ایک پر اکتفانہ کیا جائے اگر محبوب خدا بننا ہے تو پھر خلق خدا کو بھی ساتھ رکھنا پڑے گا۔

آخر میں اللہ تعالی سے دعاہے کہ وہ ہمیں سیرت امام حسین علیہ السلام سے آگاہی اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خالق کی مخلصانہ عبادت اور مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کرنے کی توفیق عنایت کرے اور ہمارے امام عج کے ظہور میں تعجیل عطا کرے۔ آمین

مقالہ نویس: شیخ غلام مہدی حکیمی